Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | اتوار، ۷، رجب ۱۴۱۰ھ، ۴، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش، ۴، فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۳۰

مسلمانوں کیلئے عالمی مہم

"مجھے یاد ہے جب ہندوستان میں مسلمانوں پر مظالم کئے جاتے تھے، تقسیم کے وقت، تو سب سے زیادہ شدت کے ساتھ ان مظالم کے خلاف جو عالمی مہم چلائی ہے وہ حضرت (فضل عمر) نے چلائی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۲۹، جنوری ۱۹۹۰ء صفحہ ۵)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثناء میں کوئی رجوع خدا تعالےٰ کی طرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام نہیں آیا کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔

مشکل یہ ہے کہ دنیا داروں کو ان کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے۔ اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے۔ اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔ یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزولِ بلا وہ تبدیلی کر لے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام بھوگ سکتا ہے۔ کیونکہ مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی"۔

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۹۰)

"جن کو اللہ تعالےٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا تعالےٰ کے لئے دکھ اٹھاتے ہیں ان دونوں کو خدا تعالےٰ آخرت میں بدلہ دے گا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے۔ رہنے کا نہیں۔ اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو یہ خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونے والے ہیں اس کے بعد ایک ایسا جہان آنے والا ہے جو دائمی ہے جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھ کر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جنم آنے والا ہے۔ اور جن کو خدا تعالےٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈال دیا ہے۔ ان دونوں کو وہاں چل کر بدلہ ملے گا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے مواقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جن سے خدا تعالےٰ راضی ہو"۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۹۳)

وقارِ عمل ہمارے لئے بنیادی بات ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو

"وقار عمل کے پیچھے جو روح ہے وہ (احمدیت) کے بنیادی مسائل میں سے ہے، اور وہ یہ کہ کسی جائز کام کے کرنے سے ہمیں عار نہیں، اور یہ روح کوئی معمولی چیز نہیں، یہ عادت ایسی ہے کہ دنیا اسے دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے اور پھر اکثر امور میں انسان کسی دوسرے کا محتاج نہیں رہتا اور جہاں تک اور جس وقت اور جو کام وہ اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے وہ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اور شخص یہ کام اس کے لئے کرے۔

باقی صفحہ ۸ کالم ۴ پر

○ مکرم محمد رفیق صاحب ولد مکرم چوہدری لال دین صاحب آف چک ۹۴ ج ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نکاح مکرمہ عابدہ پروین کنول صاحبہ بنت مکرم چوہدری رشید احمد صاحب آف چک ۲۶۱ ر ب بھاگووال ضلع فیصل آباد کے ساتھ مبلغ بتیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم نصیر احمد صاحب انجم مربی سلسلہ احمدیہ گوجرہ نے مورخہ ۲۷، جنوری ۱۹۹۰ء کو پڑھا اور اسی روز تقریب رخصتانہ ہوئی۔ ۲۸، جنوری کو چک ۹۴ ج ب میں دعوت ولیمہ ہوئی۔

○ مکرمہ فوزیہ فائزہ صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد ارشد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کا نکاح مکرم سردار عبدالمهيمن صاحب ابن مکرم سردار عبدالمنان صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ کے ہمراہ مورخہ ۲۶، جنوری ۱۹۹۰ء کو بیت الناصر میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے بحق مہر مبلغ بتیس ہزار روپے پڑھا۔

○ عزیزہ منیرہ منیر صاحبہ بنت مکرم محمد احمد صاحب منیر کا نکاح مورخہ ۲۲، ستمبر ۱۹۸۹ء کو عزیزم چوہدری احتشام مقصود ورک صاحب ابن مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ورک کے ہمراہ نائروبی میں مکرم اظہر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے بعوض پچاس ہزار کراؤنز حق مہر پڑھا۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی اس تقریب کو ازراہ شفقت رونق بخشی اور دعا میں شمولیت فرمائی۔

عزیزہ منیرہ مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بہلولپوری کی پوتی اور مکرم چوہدری نور رشید احمد صاحب سابق امیر جماعت گوجرانوالہ کی نواسی ہے۔ عزیزم احتشام مقصود مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کا نواسہ ہے۔

قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۴، تبلیغ ۱۳۶۹ھش ۴، فروری ۱۹۹۰ء

تقدیر اور کوشش

کام ہوتے ہیں دل میں ولولہ پیدا ہونے سے۔ اس یقین سے کہ کام ہے تو مشکل شائد ناممکن بھی نظر آتا ہے لیکن میں کوشش کروں گا اور اس امید اور اس یقین کے ساتھ کوشش کروں گا کہ میں اس کام کو ضرور کروں گا۔ اگر دل میں یہ ولولہ پیدا نہ ہو تو چھوٹے سے چھوٹا کام بھی ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے بلکہ اسے شروع کرنے کی دل میں اُمنگ ہی پیدا نہیں ہوتی۔ یہی خیال آتا ہے کہ جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ ہماری کوشش سے کیا بنتا ہے۔

یہ بات کہ "جو ہونا ہے ہو کر رہے گا" اس صورت میں تو درست ہے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس کا چاہا کبھی ٹالا نہیں جاسکتا۔ لیکن اس صورت میں اسے درست نہیں کہا جاسکتا کہ چونکہ جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ اس لئے ہم کوشش کیوں کریں۔ جو خدا نے چاہا ہے اس کا ہمیں علم ہی کیا ہے۔ اور جب ہمیں علم نہیں ہے تو کیوں نہ ہم مقدور بھر کوشش کر دیکھیں۔ کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور وسائل اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کئے ہیں کہ ان سے کام لیا جائے۔ کوشش کی طاقت بھی اسی لئے دی ہے کہ کوشش کی جائے۔ پس جو ہونا ہے ہو کر رہے گا اپنی جگہ درست۔ لیکن کوشش اور بھرپور کوشش بھی ہمارا فرض ہے اور یہ اتنا ہی اہم فرض ہے جتنا کہ ہمیں اپنی زندگی کو برقرار رکھنا ہمارے لئے فرض ہے۔ ہم کھانا پینا اس لئے نہیں چھوڑ سکتے کہ زندہ رہنا ہوا تو زندہ رہیں گے۔ ہم کھاتے پیتے ہیں اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ زندگی ہمارے ہاتھ سے یونہی نہ نکل جائے۔

جو لوگ کوشش سے گھبراتے ہیں یا اسے غیر ضروری سمجھتے ہیں وہ دراصل تقدیر کے مضمون سے یا تو ناواقف ہیں یا اسے غلط معنی پہنا دیتے ہیں۔ تقدیر کے لفظ سے لگتا تو یہی ہے کہ اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ کوشش سے بھی اور دعا سے بھی۔ ہم اپنی کشتی کو خود کھیتے ہیں۔ سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔ طوفان سے نکالتے ہیں اور کنارے پر لے جاتے ہیں یہ سب کچھ کوشش سے ہوتا ہے۔ تقدیر اپنی جگہ اور یہ کوشش اپنی جگہ۔ تقدیر کو خدا پہ چھوڑیئے اور کوشش کو اپنے ہاتھ میں رکھئے۔ اور اس کوشش میں دعا اور صدقہ و خیرات کو بھی شامل کیجیے بلکہ سرفہرست رکھئے۔

تُو ہے کشتی کا کپتان
اس کا کھینا تیرا کام
لہروں اور طُوفان سے لڑ
بے شک لے تقدیر کا نام

ابوالاقبال

یا رَب وہ زباں دے جو کرے دِل پہ اثر بھی
طُوفانِ سرِشک آنکھ میں سِینے میں شرر بھی

اللہ نگہبان ہے گُلشن کا ہمارے
مہکیں گے یہاں پھول بھی شاداب شجر بھی

وہ جس نے ہمیں سونپا ہے سچّائی کا پرچم
اُس نے ہے مقدّر میں لکھی فتح و ظفر بھی

پُرخار ہے گر راہ تو راہی بھی ہے پُرعزم
اور جُرأتِ حق گوئی میں یکتائے ہُنر بھی

لائے ہیں وہ سب کے لئے پیغامِ محبّت
دُنیا کو مبارک مرے آقا کا سفر بھی

خورشیدِ سحر نکلے گا مغرب کے اُفق سے
دے رکھی ہے یہ مخبرِ صادق نے خبر بھی

حق پھیلے گا دُنیا میں تو تم دیکھنا یارو
اِک روز سنور جائیں گے اندازِ بشر بھی

اِک اسکے اشارے سے پلٹ جاتے ہیں طوفان
ظُلمت کے لئے مرگ ہیں انوارِ سحر بھی

نادرؔ ہے ترے لُطف و عنایات کا طالب
یا رَب تری رحمت کی نظر ایک اِدھر بھی

نادرؔ قریشی

مُوصی کا فرض

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا

"قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقفِ عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصّہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی اور اُن پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتّٰی کہ انکے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے، پھر ترجمہ سکھانا ہے، پھر قرآن کریم کے معنی، پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۰، اگست ۱۹۶۶ء صد ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ کی قرارداد تعزیت

صدر انجمن احمدیہ اپنے اجلاس منعقدہ ۵ رغ۔م ۲۹ رجنوری ۱۹۹۰ء میں مکرم و محترم حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ کی وفات پر اپنے گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت ملک صاحب ۲۵ راکتوبر ۱۹۸۹ء کو کینیڈا میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

حضرت ملک صاحب جماعت احمدیہ میں علم و دانش کا ایک باب تھے۔ اُن کے شاگردوں کی بڑی وسیع تعداد جماعت احمدیہ کے مخلص مربیان کی صف میں شامل ہوکر اندرون اور بیرون پاکستان خدماتِ دین بجا لا رہی ہے۔

حضرت ملک صاحب نہایت بے نفس، خاموش طبع، سادہ مزاج اور درویشی صفت بزرگ تھے۔ نہایت متقی، دیندار، اور اپنے شاگردوں میں بے حد مقبول تھے۔ جماعت احمدیہ کے علم کلام پر آپ کی بہت گہری نظر تھی۔ دینی امور پر ان کی رائے اس درجہ اہم اور حرفِ آخر سمجھی جاتی تھی کہ ۱۹۴۷ء سے لے کر تادمِ واپسیں آپ مفتی سلسلہ کے انتہائی وقیع عہدے پر فائز رہے۔ تقرری کے وقت آپ کی عمر صرف ۳۳ برس تھی۔

حضرت ملک صاحب کا ایک اور کارنامہ حدیثوں کا مجموعہ "حدیقۃ الصالحین" مرتب کرنا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی متعدد نہایت قیمتی اور اہم کتب شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت ملک صاحب کی پیدائش ۱۹۱۴ء موضع کھونگہ ڈاک خانہ سوڈھی جے والی، تحصیل خوشاب میں ہوئی۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ نے صرف و نحو، ادب و فقہ کی تعلیم جامعہ عباسیہ بہاولپور مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور دارالعلوم رحیمیہ لاہور سے حاصل کی۔ نیز دہلی اور دیوبند کے مشہور دینی اداروں سے بھی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف برپا ہونے والی احرار شورش کا آپ شیریں پھل ہیں۔ ان دنوں آپ نیلا گنبد لاہور کی مسجد سے احمدیت کے خلاف تقریریں کیا کرتے تھے۔ ان ایام میں آپ کو جماعت کے لٹریچر کے مطالعہ کی توفیق ملی۔ سعید فطرت ہونے کے باعث ۱۹۳۶ء میں احمدیت کی آغوش میں آ گئے اور دنوں اور ہفتوں میں اخلاص میں وہ ترقی کی کہ بہتوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۹۳۹ء میں آپ نے زندگی وقف کی اور مدرسہ احمدیہ میں مختلف مضامین پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت فضلِ عمر کی زیرِ نگرانی آپ نے مزید تعلیم حاصل کی اور اس دوران حضرت مولوی سرور شاہ صاحب سے تفسیر بھی پڑھی۔

یکم مئی ۱۹۵۰ء کو آپ کو جامعۃ المبشرین کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ بعد میں پروفیسر جامعہ احمدیہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ جنوری ۱۹۵۶ء میں آپ کا تبادلہ ادارۃ المصنفین میں ہوا۔ اور اکتوبر ۱۹۵۸ء میں آپ کا تقرر بطور پروفیسر جامعہ احمدیہ ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں حضرت میر داؤد احمد صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تقرری بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ کے ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں آپ خرابیٔ صحت کی وجہ سے کینیڈا تشریف لے گئے۔ وہاں پر بھی آپ نے خدماتِ دین بجا لانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد پر کئی علمی موضوعات پر تحقیق اور تصنیف کرتے رہے۔

حضرت ملک صاحب کی وفات پر جماعت ایک نہایت قابل، غیر معمولی عالمِ دین، ذہین و فطین اور دعا گو بزرگ سے محروم ہو گئی ہے۔

حضرت ملک صاحب کی وفات حسرت آیات پر حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

"جن کی وفات کا میں ذکر کرنے لگا ہوں، وہ ایک نہایت ہی نیک انجام کو پہنچے اور کسی پہلو سے بھی ان کی اس وفات کے اوپر کسی کے لئے شکوے کی کوئی جا نہیں ہے حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ جو ۲۵ ر اکتوبر کو ۲ بجے کینیڈا میں وفات پا گئے ہیں۔ ان کی وفات کا اعلان کرتے ہوئے ان کا مختصر سا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہوں۔ ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی علم عطا فرمایا، غیر معمولی فراست عطا فرمائی، غیر معمولی اطاعت کی روح عطا کی۔ اور ایسا حسین ذہن اور قلب کے درمیان توازن عطا کیا کہ جو شاذ شاذ بندوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک بہت ہی دلربا وجود تھے۔ میں ان کے ساتھ مختلف تعلق رکھتا رہا ہوں۔ خصوصیت کے ساتھ جامعہ کے زمانے میں شاگرد کی حیثیت سے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کے وجود کی عظمت مجھ پر ظاہر ہونی شروع ہوئی۔ نہایت منکسر المزاج لیکن بہت گہرا علم رکھنے والے اور بہت سے اپنے طلبہ کے ساتھ شفقت کا سلوک کرنے والے اور اتنے ذہین کہ مشکل سے مشکل مسائل کو اچھی طرح سمجھاتے تھے کہ کم سے کم مجھے تو پھر کبھی دوبارہ کتاب اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔"

(خطبہ جمعہ ۳ رنومبر ۱۹۸۹ء بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹ رنومبر ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ مولیٰ کریم حضرت ملک صاحب کو اپنے ہاں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور اپنے قرب اور رضا کی جنتوں میں رکھے۔

ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کی رحلت پر محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک صاحب اور ان کے صاحبزادگان سے اور ان کی صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت ملک صاحب کے نیک نمونہ کو ان کی اولاد میں بھی جاری کرے۔

دے چکے دِل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

شذرات

ڈسپلن

نون۔سین

اندر سے یا باہر سے

پہلے تو ہم نے یہ بات کبھی نہیں سنی تھی۔ اب سنی ہے تو آپ کو بھی سنا دیتے ہیں ڈاکٹر سید نذیر احمد گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل تھے۔ ایک کانووکیشن کے موقع پر آپ نے صدر ایوب کو مدعو کیا اور انہیں خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے "یور ایکسیلنسی" کے الفاظ استعمال کئے طلباء ایسی باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے اس بات پر اعتراض کیا کہ ہمارے ڈاکٹر سید نذیر احمد اتنے بڑے استاد ہیں کہ انہیں صدر ایوب کو "یور ایکسیلنسی" نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ اس پر (راوی) ایک ایڈیٹوریل لکھا گیا۔ اور لکھا گیا۔ اس رسالے کی نگرانی تو استاد کرتے ہیں لیکن ادارت کے فرائض طلبا کے سپرد ہوتے ہیں۔ حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس شمارے کو تقسیم نہ ہونے دیا جائے۔ ڈاکٹر سید نذیر احمد ایک بالکل مختلف دل و دماغ کے آدمی تھے۔ جب انہیں حکومت کے اس حکم کا پتہ چلا تو انہوں نے اسکو ماننے سے انکار کر دیا اور طلباء سے کہا کہ وہ اس شمارے کو تقسیم کریں۔ یہ بات اس وقت اس لئے سنائی ہے کہ کہتے ہیں کہ گذشتہ روز جب گورنمنٹ کالج لاہور کی ۱۲۵ ویں سالگرہ منائی گئی تو اس موقع پر ایک پمفلٹ شائع کیا گیا۔ جس کا عنوان تھا۔ "گورنمنٹ کالج کو بچاؤ"۔ اور اس میں اساتذہ کے متعلق بعض باتیں پیش کی گئی تھیں۔ خاص طور پر یہ کہ اساتذہ طلباء کی سوچ کی راہ میں روک بن رہے ہیں۔ وہ انہیں کچھ کہنے نہیں دیتے کچھ لکھنے نہیں دیتے۔ سوائے ان باتوں کے جو وہ خود چاہتے ہیں۔ جب یہ پمفلٹ تقسیم ہوا تو موجودہ پرنسپل نے پولیس کو اطلاع دی اور کہتے ہیں کہ پولیس کی اتنی بھاری جمعیت وہاں پہنچ گئی۔ کہ یوں لگتا تھا کہ طلباء کم ہیں اور پولیس کے آدمی زیادہ۔ وہ طلباء کو کالج میں داخل ہونے سے روک رہے تھے۔ اس کے خلاف ایک لڑکی کا احتجاج یوں ظاہر ہوا کہ "یہ کون ہیں مجھے روکنے والے۔ یہ میرا کالج ہے۔ یہ میرا کالج ہے۔ یہ میرا کالج ہے"۔ وہ چیخی اور چلائی۔

دونوں باتیں ہمارے سامنے ہیں۔ موجودہ پرنسپل کا طرز عمل اور ڈاکٹر سید نذیر احمد جو آج سے کافی عرصہ پہلے وہاں کے پرنسپل تھے۔ لوگوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر نذیر احمد نے لڑکوں کے احتجاج پر پولیس کو کیوں نہ بلایا اور پھر خود ہی یہ جواب دینے لگے کہ دراصل ڈاکٹر نذیر ڈسپلن کو اندر سے پیدا کرنا

باقی ص۷ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

ذہن کے دریچوں سے خود نمائی

قسط اوّل

مشتاق احمد یوسفی کی کتاب "زرگزشت" ان کی خودنوشت سرگزشت ہے۔ یوسفی صاحب ہمارے جدید مزاح نگاروں میں صف اوّل کے مزاح نگار ہیں۔ زبان کی لطافت سے مزاح کی کیفیت پیدا کرنے میں جو کمال انہیں نصیب ہے۔ وہ شاید ہی کسی اور کے حصہ میں آیا ہو۔ ان کے فقروں کی بلاغت، اپنا جواب آپ ہے۔

"اچھے والدین وہ ہوتے ہیں جو اولاد کے نقش قدم پر چلتے ہیں"۔

"اس دنیا میں کامیاب وہی ہیں جن کے ایک ہاتھ میں دین ہے دوسرے میں دنیا اور دائیں ہاتھ کو پتہ نہیں بائیں میں کیا ہے"!

"بعض لوگ طوطا، ت سے لکھتے ہیں حالانکہ ط سے لکھا جائے تو زیادہ ہرا معلوم ہوتا ہے"۔

"کتابوں کے بارہ میں ڈاکٹر جانسن کا قول دل کی سیاہی سے لکھ رکھنے کے قابل ہے"۔

یوسفی صاحب کی ساری عمر بینک کی ملازمت میں گزری۔ اسی سلسلہ میں ایک بار ربوہ بھی تشریف لائے۔ میں نے پکڑ لیا کہ تعلیم الاسلام کالج بھی تشریف لائیں۔ اور بزم اردو میں تقریر کریں۔ ان کی دو کتابیں "خاکم بدہن" اور "چراغ تلے" چھپ چکی تھیں۔ میں نے وہی کتابیں سامنے رکھ کر ان کا ادبی خاکہ مرتب کیا۔ جس کی خوبی یہ تھی کہ اس میں سارے لفظ یوسفی صاحب کے تھے۔ میں نے انہیں صرف مرتب کر دیا تھا۔ بہت خوش ہوئے خاکہ سن کر فرمانے لگے کہ جب مجھے کالج میں آنے کو کہا گیا تو طبیعت میں ہچکچاہٹ تھی کہ خدا معلوم کیسے لوگ ہیں اور مزاح سے کوئی نسبت بھی رکھتے ہیں یا نہیں مگر یہاں آکر محسوس ہو رہا ہے کہ ہم خود اپنے آپ پر منکشف ہو رہے ہیں۔ یوسفی صاحب سے یہ ملاقات سرسری نہ تھی تو اتنی تفصیلی بھی نہ تھی۔ مدتوں بعد لندن میں ملاقات ہوئی تو پہچان گئے حالانکہ خود اتنے نحیف ہو گئے تھے کہ پہچانے نہیں جاتے تھے! یادداشت کا یہ عالم تھا کہ تعلیم الاسلام کالج کی تقریب کی ساری باتیں انہیں یاد تھیں۔ ہمارے کالج کی تقریبات لوگوں کو اس لئے بھی یاد رہتی تھیں کہ ہمارے کالج کا ماحول شریفانہ تھا، طلباء کو شائستگی سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہر طالب علم کالج میں داخل ہوتے ہی شائستہ اور مہذب بن جاتا تھا۔ اردگرد کے دیہات سے آنے والے لڑکے جو تہذیب و تربیت سے کوسوں دور ہوتے تھے کالج کی یونیفارم پہنتے ہی بدل جاتے تھے۔ اس کالج کا طرۂ امتیاز یہ رہا کہ کبھی ہڑتال نہ ہوئی۔ سارے ملک میں کالج بند ہوتے تھے تعلیم الاسلام کالج کھلا ہوتا تھا۔ ہمارے طلبہ کی لغت میں یہ لفظ موجود نہیں تھا۔ چنیوٹ کہ ربوہ سے کہیں بڑا اور پرانا شہر ہے، اپنی عددی برتری کے باوجود تعلیمی میدان میں تعلیم الاسلام کالج کا مرہون منت رہا۔ چنیوٹ کے تمام ذہین بچے پڑھنے کے لئے ہمارے پاس آجاتے تھے اور کالج کی فضا میں آکر دوسروں سے گھل مل جاتے تھے۔ ایک بار اتفاق سے مجھے اسسٹنٹ کمشنر صاحب سے ملنے کے لئے جانا پڑا۔ جاوید محمود صاحب اے سی تھے نہایت سلجھے ہوئے پڑھے لکھے نوجوان چونکہ عدالت میں تشریف رکھتے تھے اس لئے میں بھی کمرۂ عدالت میں چلا گیا۔ اتفاق کی بات کہ اس وقت عدالت کے کمرہ میں پندرہ سولہ وکلاء موجود تھے۔ وہ سارے کے سارے میرے شاگرد تھے۔ ظاہر ہے اتنے شاگردوں کی موجودگی میں اچانک استاد سامنے آجائے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اِدھر اُدھر ہو کر جگہ دینے لگتے ہیں۔ جاوید محمود صاحب نے بھی جو اچانک ہلچل سی محسوس کی تو نظریں اٹھا کر دیکھا تو انہیں نظر آیا کہ سارے وکلاء ان کی بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہیں نہایت مہذب آدمی تھے وقار کے ساتھ اٹھے عدالت سے رخصت ہو کر اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ میں بھی شاگردوں کے جھرمٹ سے نکل کر ان کے کمرہ میں گیا۔ بڑے تپاک سے ملے۔ پہلے سے تعارف تھا اس لئے چائے بھی پلائی باتوں باتوں میں کہنے لگے یہ چنیوٹ کے رہنے والے وکلاء ربوہ میں کیوں جاکر پڑھتے رہے ہیں؟ میں نے کہا اس لئے کہ ربوہ کا کالج ان کو صرف علم کی روشنی دیتا تھا ان پر اپنے نظریات ٹھونستا نہیں تھا۔ اب تو تعلیمی اداروں کا تشخص ہی باقی نہیں رہ گیا ورنہ ہر تعلیمی ادارہ اپنے نام اور کام کی وجہ سے ممتاز اور ممیز ہوتا تھا۔

اے سی صاحب سے تعارف ہمارے اس زمانہ کے جھنگ کے ڈپٹی کمشنر پرویز حسن شہزاد نے کروایا تھا۔ شہزاد صاحب آج کل فیصل آباد ڈویژن کے کمشنر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں جن دنوں ڈی سی تھے ان سے کسی کام سے ملنے کی ضرورت تھی۔ میں نے حسب عادت پہلے ٹیلیفون کیا اور ملاقات کا وقت مانگا جب میں نے اپنا نام بتایا تو کہنے لگے کیا آپ ڈاکٹر پرویز پروازی ہیں؟ میں نے کہا 'جی'، جواب میں فرمایا "میں آپ کا نادیدہ مداح ہوں آپ کا سفرنامہ 'سورج کے ساتھ ساتھ'، پڑھ رکھا ہے آپ آئیے تو یہ داستان آپ کو سناؤں گا"۔ چنانچہ میں ان سے ملنے کے لئے جھنگ گیا۔ نہایت محبت سے ملے۔ فرمانے لگے اب 'سورج کے ساتھ ساتھ' پڑھنے کا واقعہ بھی سن لیجئے۔ بحیثیت ڈپٹی کمشنر آپ لوگوں کے جلسہ سالانہ پر میری اور ایس پی احمد نسیم صاحب کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ جب تک جلسہ جاری ہے ربوہ میں ہی قیام کریں تاکہ خدانخواستہ کوئی گڑبڑ نہ ہو! ہم لوگ ربوہ میں جاکر بیٹھ گئے وقت تھا کہ گزرتا ہی نہ تھا۔ لائبریری تھی کہ بند تھی۔ پڑھنے کے لئے جو کچھ لے کر گئے تھے۔ وہ نبٹر گیا تو پولیس والوں سے کہا کہ کتابیں لاؤ۔ چنانچہ پولیس والوں نے کتابوں کا ڈھیر لاکر رکھ دیا۔ ان کتابوں کے انبار میں سے آپ کی کتاب برآمد ہوئی۔ یہی ایک ایسی کتاب تھی جو کسی مذہبی موضوع پر نہیں تھی۔ پڑھنا شروع کی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ اس کے بعد ایس پی صاحب نے پڑھی۔ اگلے روز کمشنر صاحب آئے انہوں نے پڑھی۔ اور پھر ہم نے اس کتاب کا کوٹہ مقرر کر لیا۔ کھانے سے پہلے دس صفحے، کھانے کے بعد پانچ صفحے وغیرہ اب تک یہ عالم ہے کہ آپ کی کتاب لفظاً لفظاً زبانی یاد ہے کہئے تو سنانا شروع کروں؟ میں نے کہا "یوں کہئے کہ پولیس والوں نے باندھ کر آپ کو ہماری کتاب پڑھائی ہے ورنہ آپ کہاں پڑھتے؟"۔

شہزاد صاحب نے ٹیلیفون پر احمد نسیم صاحب ایس پی کو بھی بتایا کہ وہی صاحب آئے ہوئے ہیں جن کی کتاب آڑے وقت میں ہمارے کام آئی تھی۔ خیر! یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ہمارے کالج میں کمشنر صاحبان اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان اور بڑے بڑے سرکاری افسر تشریف لایا کرتے تھے اور ہمیشہ کلمۂ خیر ہی کہہ کر جاتے تھے۔ 'الفضل' کے پرانے فائل اس بات کے گواہ ہیں۔ آنے کو تو سرگودھا ڈویژن (کہ اس زمانہ میں ربوہ کا علاقہ سرگودھا ڈویژن سے متعلق تھا) کے سارے کمشنر باری باری ربوہ تشریف لائے مگر قاسم رضوی مرحوم سے میرا ذاتی تعلق بھی تھا۔ ادب دوست تھے۔ خود بھی ادیب تھے۔ قائداعظم نے انہیں پاکستان کی سول سروس میں نامزد فرمایا تھا۔ نہایت ذہین اور ایماندار افسر تھے۔ کالج میں تین چار بار تشریف لائے۔ تعلیم الاسلام کالج کو دسویں نیشنل باسکٹ بال چیمپئن شپ کی میزبانی کا اعزاز نصیب ہوا تو میں اس وقت باسکٹ بال کلب کا انچارج تھا۔ اس ناطہ سے میں چیمپئن شپ کا سیکرٹری ٹھہرا۔ کمشنر صاحب بحیثیت کمشنر اس چیمپئن شپ کے صدر قرار پائے۔ بڑے وسیع انتظامات کئے گئے۔ کمشنر صاحب معائنہ کے لئے تشریف لائے تو بہت خوش ہوئے۔ ربوہ کا ماحول، کالج کا نظم و ضبط، باسکٹ بال کلب کی روایات اور سب سے بڑھ کر اہالیان شہر کا جوش و خروش، رضوی صاحب کہنے لگے میں نے بہت ٹورنامنٹ دیکھے ہیں لیکن یہ اپنی نوع کا منفرد ٹورنامنٹ ہے۔ افتتاح بھی کمشنر صاحب نے منفرد انداز میں کیا۔ گیند سنبھال کر مائیک کے سامنے آئے اور بجائے لمبی چوڑی تقریر کرنے کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر گیند کورٹ میں اچھال دی۔ اس مختصر ترین افتتاح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر حاضرین اور کھلاڑیوں نے باآواز بلند دادو تحسین کے ڈونگرے برسائے۔ مدتوں یہ افتتاح لوگوں کو یاد رہا۔ سیدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جو امامت کے منصب جلیلہ پر فائز ہو چکے تھے انعامات کی تقسیم کے لئے تشریف لائے تو اکثر کھلاڑیوں نے حضور کے ہاتھ چومے۔ اس ٹورنامنٹ کی ایک اور بات یادگار رہی کہ میں نے ہر اہم میچ کے لئے سرگودھا ڈویژن کے مختلف اضلاع کے ڈی سی صاحبان کو مہمانِ خصوصی بننے کی دعوت دی چنانچہ سب لوگ تشریف لائے اور کھیل کا لطف اٹھایا۔ فیصل آباد کے ڈی سی، میرے دوست مسعود مفتی تھے۔ نہایت نستعلیق وضع دار اور عالم فاضل! اردو کے صاحب طرز افسانہ نگار۔

استاذی صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے ایم اے انگریزی کے زمانہ کے کلاس فیلو۔ خوب منہ بنا بنا کر انگریزی بولتے تھے ویسے انگریزی بولنے میں ہمارے استاد جناب کنور ادریس (جو چیف سیکرٹری سندھ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں) بھی کسی سے کم نہیں تھے۔ امریکن تو ان کی خالص محلاتی شاہی انگریزی سُن کر ویسے ہی بدک جاتے ہوں گے۔ ہم لوگ تو ان کے نام کے عاشق تھے۔ انگریزی بولنے میں گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اس زمانہ میں ویسے بھی نوجوان اور وجیہہ تھے۔ ہم لوگ تو بس انہیں دیکھتے ہی رہتے تھے۔ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی! اغلباً پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کر کے آئے تھے مگر انگریزی پڑھانے پر مامور ہوئے۔ وہ کچھ بھی نہ پڑھاتے تو ان کا مامور ہونا ہی ہمارے لئے بہت کافی تھا۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا کے مصداق بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ ذکر باسکٹ بال اور قاسم رضوی صاحب کا تھا۔

سید قاسم رضوی مرحوم، باسکٹ بال کے سلسلہ میں معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ کورٹس کا معائنہ کرتے ہوئے اچانک مجھ سے سوال کیا۔ کیا آپ بھی باسکٹ بال کے کھلاڑی رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا "کھلاڑی؟ میں تو آؤٹ سٹینڈنگ (OUTSTANDING) کھلاڑی تھا"۔ "آؤٹ سٹینڈنگ؟" رضوی صاحب نے حیرت سے پوچھا۔ عرض کیا "جی! وہ جو باہر کھڑے ہوتے ہیں" اس پر خوب محظوظ ہوئے اور لپک کر میرا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگے "بھئی ہماری آپ کی دوستی تو پکّی ہو گئی"۔ طبیعت میں شگفتگی تھی۔ اس لئے مزاح کو پسند کرتے تھے۔ دوستی پکی کرنے کا ایک اور لطیفہ بھی اس موقع کا ہے۔ انہی انتظامات کے معائنے کے دوران۔ ہم اس جگہ پہنچے جہاں ہم نے بہت سی عارضی بیوت الخلاء تعمیر کروا رکھی تھیں۔ جس قسم کی جلسہ سالانہ کے موقع پر بنائی جاتی ہیں۔ فرمانے لگے یہ کیا ہے؟ میں نے کہا "بیوت الخلاء ہیں دستِ مبارک سے افتتاح فرمائیے" ایک لحظہ کے لئے رکے، میری طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور کہا "آپ کے پاس جمال گوٹہ تو ہو گا"! اس کے بعد ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

یہی رضوی صاحب جب کمشنر تھے تو ان کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ پھر سول سروس اکیڈمی کے ڈائرکٹر بنا کر لاہور بھیج دیئے گئے۔ اور پھر خدا جانے کس کردہ یا ناکردہ گناہ کے الزام میں برطرف کر دیئے گئے۔ جن دنوں برطرف کئے گئے، انہی دنوں ان کی والدہ کا انتقال ہوا۔ میں اتفاق سے لاہور میں تھا تعزیت کے لئے ان کے ہاں پہنچا۔ تنہا اور اداس بیٹھے تھے۔ میں نے حسب دستور، دو چار لفظ تعزیت کے کہے میرے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ "تم پہلے آدمی ہو جس نے اس گھر میں قدم رکھا ہے ورنہ میں صبح سے تنہا بیٹھا ہوں لوگ کترا کے گزر جاتے ہیں!"۔ پھر خود دل کے مریض ہوئے ایک دن اچانک داعئ اجل کو لبیک کہا۔ دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا۔ بہت سی خوبیوں والے آدمی تھے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

تعلیم الاسلام کالج، کھیلوں کے میدان میں بھی کسی دوسرے ادارہ سے ہیٹا نہیں رہا۔ مدتوں کشتی رانی کی چیمپئن شپ کا سہرا ہمارے سر بندھا۔ پھر باسکٹ بال کے کورٹس میں قدم رکھا تو اس میں امتیازی مقام حاصل کیا اور مدتوں قائم رکھا تعلیم الاسلام کالج کی اپنی روایتیں تھیں۔ تعلیم میں بھی اور کھیل میں بھی! اس کالج کا ماٹو علم و عمل تھا۔ اب پتہ نہیں کیا ہے؟ اس جنت سے نکلے چودہ سال ہوتے ہیں۔ وہاں کے معاملات سے لاعلمی تو ضرور ہے بے خبری بہرحال نہیں۔ اڑتی اڑتی خبریں زبانی طیور کی پہنچتی رہتی ہیں۔ ادارے اینٹوں اور گارے سے ہی بنتے ہیں مگر اداروں کی روایتیں اتنی آسانی سے نہیں بنتیں۔ بنے ہوئے کو ڈھانا آخر کون سا مشکل کام ہے؟

فزکس اور عربی میں ایم اے کی کلاسوں کا اجراء ہوا۔ عربی کے سلسلہ میں یونیورسٹی کی جو معائنہ ٹیم آئی اس میں پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع اور استاذی ڈاکٹر سید عبداللہ اور مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر سعید اللہ صاحب شامل تھے۔ ڈاکٹر سعید اللہ صاحب کا یہ لطیفہ یادگار ہے کہ کالج کی گاڑی میں کالج سے لاہور جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر ڈرائیور نے گاڑی واپس موڑی اور کالج واپس آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا "جی کاغذات یہاں بھول گیا ہوں"۔ چنانچہ کاغذات لے کر روانہ ہوئے۔ دو چار میل جا کر پھر واپس مڑ پڑا۔ بھئی اب کیا ہوا؟ پتہ نہیں ڈرائیور نے کیا جواب دیا۔ جب گاڑی کالج پہنچی تو اتر پڑے اور حضرت پرنسپل صاحب سے کہنے لگے "میاں صاحب آپ کے ڈرائیور نے ہمیں سامان سمجھ رکھا ہے اِدھر اُدھر شنٹنگ کرتا پھر رہا ہے! میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گا!" اس کے کچھ عرصہ بعد کا ذکر ہے سیدی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا جنازہ گول بازار کے قریب سے گزر رہا تھا ہم لوگ قطاروں میں کھڑے تھے۔ میرے قریب سے سسکی کی آواز بلند ہوئی میں نے مڑ کے دیکھا تو ڈاکٹر سعید اللہ میرے پیچھے کھڑے تھے۔ میں نے انہیں آگے آنے کے لئے دعوت دی ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ آنکھوں سے ایک سیلاب سا اُمڈ رہا تھا۔ جنازہ آگے گزر گیا۔ ڈاکٹر صاحب ہجوم میں غائب ہو گئے۔ اسی موقع پر ثاقب زیروی نے جو قطعہ کہا تھا۔ وہ شاید ان کے سارے کلام پر بھاری ہے۔

وہ قطعہ یہ ہے۔

ہونٹوں پہ آہِ سرد جبینوں پہ غم کی دھول
آنکھوں میں سیلِ اشک چھپائے ہوئے چلا
دن ڈھل گیا تو دردنصیبوں کا قافلہ
کاندھوں پہ آفتاب اٹھائے ہوئے چلا

نیو کیمپس میں فزکس کے شعبہ کے افتتاح کے لئے میاں افضل حسین صاحب مرحوم سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کو زحمت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور انہیں دعوت دینے کے لئے میں لاہور میں میاں صاحب سے ملا۔ انہیں دعوت دی، اپنی پیری اور بیماری کے باوجود ازراہ تلطف مان گئے۔ دن مقرر ہوا۔ پھر میں انہیں لینے کے لئے لاہور گیا۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے تقریب کی تفصیلات جاننے کی خواہش کی۔ کون کون لوگ ہوں گے؟ ماحول کیسا ہو گا؟ مجھے اپنا اکیڈمک گاؤن پہننا چاہیئے یا نہیں؟ میں نے اپنا سا جواب دیا اور اکیڈمک گاؤن کے بارہ میں کہا کہ یہ تو بہت ضروری ہے۔ فرمانے لگے سوال ضروری یا غیر ضروری کا نہیں سوال یہ ہے کہ اگر باقی لوگ گاؤن کے بغیر ہوئے تو میرا گاؤن پہننا عجیب لگے گا! میں کہاں چوکتا کہا "سر! آپ کا اور دوسروں کا امتیاز بھی تو یہی ہے کہ آپ مہمانِ خصوصی ہیں اور دوسرے محض حاضرین!"

مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ گاؤن ساتھ لائے اور تقریب کے موقعہ پر پہنا۔ نہایت پُروقار تقریب، نیو کیمپس میں ہوئی۔ میاں صاحب کے ساتھ ان کے صاحبزادے میاں ارشد حسین سابق وزیر خارجہ پاکستان بھی تشریف لائے تھے۔ میاں افضل حسین صاحب اس سے پہلے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی پہلی کانووکیشن کے لئے بھی تشریف لا چکے تھے اس وقت اولڈ کیمپس کی عمارت نئی نئی بنی تھی۔ سامنے شامیانوں میں کانووکیشن ہوئی تھی۔ ہم لوگ اس وقت سال اوّل کے طالب علم تھے اور کوئی کانووکیشن دیکھنے کا پہلا موقعہ تھا۔ بڑی سنجیدہ اور خوب صورت تقریب ہوئی تھی۔ دوسری بار میاں صاحب تشریف لائے تو نہ صرف یہ

باقی ص۸ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

ملک محمود احمد

محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ

یہ دنیا فانی ہے۔ ہر ایک کو ایک دن خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ میری والدہ مسماۃ فاطمہ بی بی جن کو سب لوگ "بے جی" کے نام سے پکارتے تھے۔ مورخہ ۱۷/۱۲/۸۹ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ نے ۱۹۱۸ء میں قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے ہاتھ پر بیعت کی اور حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ والد صاحب نے بھی ۱۹۱۸ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی۔ عبادت گزاری تلاوتِ قرآن پاک تہجد۔ اخلاص۔ ایثار، قربانی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ والد صاحب ۱۹۴۰ء میں وفات پا گئے۔ والدہ صاحبہ کے میکے میں کوئی بھی احمدی نہیں تھا۔ والد صاحب کی وفات سے معاشی حالات بھی خراب تھے۔ لوگوں کی طرف سے آپ پر دباؤ پڑا کہ احمدیت کو ترک کر دیں۔ خاوند جس کی خاطر آپ احمدی ہوئی تھیں وہ بھی نہیں رہا۔ بچوں کی پرورش کے لئے ہر ممکن مدد کا لالچ دیا گیا۔ مگر والدہ صاحبہ نے کہا کہ وہ اپنے ایمان کے مالک تھے میں اپنے ایمان کی مالک ہوں۔ بلکہ والد صاحب کی وفات کے بعد آپ احمدیت کے رنگ میں مزید رنگین ہو گئیں ہیں اور میری ایک ہمشیرہ تھے والد صاحب کی وفات کے وقت میری عمر ۸ سال اور ہمشیرہ ۲ سال کی تھی مگر آپ نے بڑے حوصلہ۔ استقلال اور صبر کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور ہمیں تعلیم دلوائی۔ قیام پاکستان سے قبل ہر سال قادیان اور قیام پاکستان کے بعد ربوہ باقاعدہ جلسہ سالانہ پر جاتیں۔ ربوہ سال میں دو دفعہ جلسہ سالانہ کے علاوہ بھی جانا آپ کا معمول تھا۔ آپ سمبڑیال لجنہ اماء اللہ کی صدر اور جنرل سیکرٹری رہیں اور اس سلسلہ میں آپ کو چالیس سالہ سند خوشنودی بھی عطا کی گئی۔ جس کو آپ بہت عزیز رکھتی تھیں۔ آپ کے زہد و تقویٰ ایثار۔ محبت۔ خلوص مہمان نوازی کے نہ صرف احباب جماعت بلکہ غیر از جماعت افراد بھی گرویدہ تھے آپ کو قدرتِ ثانیہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ آپ ۸۱ - ۱۹۸۰ء میں دو دفعہ مغربی جرمنی کے شہر ہمبرگ تشریف لے گئیں جہاں میں اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مقیم ہوں۔ ایک دن میرے مکان پر کئی پاکستانی احباب جماعت اور غیر از جماعت بیٹھے تھے جو اُن کو مبارکباد دینے کے لئے آئے تھے ایک غیر از جماعت دوست نے کہا کہ بے جی اب تو آپ کی ہر خواہش پوری ہو گئی ہے۔ آپ نے دو دفعہ یورپ دیکھا ہے لنڈن دیکھا ہے تھوڑا سا توقف کیا اور فرمایا ایک خواہش ہے سب لوگ دیکھنے لگے انہوں نے پوچھا کیا خواہش ہے فرمانے لگیں۔ کہ ساری دنیا میں احمدیت پھیل جائے۔ اس فقرہ سے آپ کا احمدیت کے ساتھ لگاؤ اور تڑپ کا اظہار ہوتا ہے۔ قدرت ثانیہ کے ساتھ آپ کو دیوانگی کی حد تک لگاؤ تھا۔ اب عموماً مغموم ہو جاتیں اور کہتیں کہ ظالموں نے ہمارے امام کو ہم سے دور کر دیا ہے۔ اور دسمبر کے تیسرے عشرہ میں بڑے جذب سے کہتیں کہ جلسہ سالانہ کے لئے اس ماہ میں تیاری کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ کی وفات پر نہ صرف جماعت بلکہ غیر از جماعت افراد اور خصوصاً ککے زئی برادری سمبڑیال نے اُن کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ لوگوں نے تعزیتی خطوط کے ذریعہ بھی ان کی زندگی کو شاندار مثال اور روشنی کا مینار کہا ہے۔ غیر از جماعت افراد کا کہنا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ۔ ایثار، خلوص غمگساری۔ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار محبت اور پیار بانٹنے والی ایسی شخصیت تھیں جو ہر وقت پیار اور محبت کی خوشبو بانٹتی تھیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف جماعت بلکہ غیر از جماعت افراد بھی ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئے ہیں۔ جن کی یاد مدتوں بھلائی نہ جا سکے گی۔ والدہ صاحبہ نے متعدد بچوں اور بچیوں۔ مرد اور خواتین جن میں غیر از جماعت کے افراد کی تعداد زیادہ ہے، قرآن حکیم پڑھایا۔ ایک غیر از جماعت دوست نے کہا کہ بے جی ایک ایسی ہستی تھیں جو اپنے عقیدہ پر پہاڑ کی مضبوطی کی طرح قائم تھیں مگر ان کی محبت، دعائیں۔ خلوص۔ ایثار غمگساری۔ ہر ایک کے لئے بلا تخصیص تھی ان کی وفات سے سمبڑیال ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گیا ہے۔ جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ یہ وہ خراجِ تحسین ہے جو والدہ صاحبہ کو غیر از جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا۔

آپ موصیہ تھیں اور آپ کو بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے کی خواہش تھی۔ آپ سیکرٹری مال سمبڑیال کو بلاتیں اور پوچھتی رہتیں کہ ان کا

باقی ص کالم ۳ پر

طب و صحت

ڈاکٹر رشید محمد راشد

بصارت پر ذیابیطس کے اثرات

دنیا کی تقریباً ۲ فی صد آبادی ذیابیطس کا شکار ہے۔

تعارف مرض

ذیابیطس کا مرض یا تو انسولین کی جسم میں کمی یا پھر ایسے عوامل کی موجودگی کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ انسولین کے عمل سے مخالف کام کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں خون میں شکر کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس کے مریض کو بکثرت پیشاب آتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بھوک اور پیاس بھی زیادہ لگتی ہے۔

اقسام

ذیابیطس کے مرض کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ یہ زیادہ تر ۱۰ سے ۲۰ سال کی عمر کے افراد میں ہی ہوتی ہے اور عمومی طور پر انسولین کے انجیکشن سے ہی کنٹرول ہوتی ہے۔

۲۔ یہ قسم عمومی طور پر ادھیڑ عمر اور بوڑھے لوگوں میں پائی جاتی ہے ۵۰ سے ۷۰ سال کی عمر کے افراد میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔

ضروری حقائق

۱:۔ ایک عام تندرست انسان کی نسبت ذیابیطس کے مریض کے اندھا ہونے کے امکانات ۲۰ گنا زیادہ ہیں۔

۲:۔ ذیابیطس کے مریض افراد میں سے تقریباً دو فی صد یقیناً اندھے ہو جاتے ہیں

۳:۔ ۲۰ سے ۶۵ سال کی عمر کے اندھے پن کے شکار افراد میں سے اکثر ذیابیطس کے مرض کی وجہ سے اندھے ہوتے ہیں

۴:۔ جتنا ذیابیطس کے مرض کا عرصہ لمبا ہوتا جائے گا۔ اتنا ہی اندھے ہونے کے امکانات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

۵:۔ آخری عمر میں ذیابیطس کے شکار مریضوں میں سے ۷۰٪ افراد کی بصارت کسی حد تک متاثر ہو چکی ہوتی ہے۔

ذیابیطس مندرجہ ذیل طریقوں سے بصارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

کمزوری نظر

پڑھنے لکھنے میں مشکلات کا پیدا ہونا اور عارضی طور پر دور یا نزدیک کی نظر میں کمزوری عمومی طور پر شوگر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ وہ مریض جن کے خون میں شکر کی مقدار زیادہ ہو عارضی طور پر دور کی نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ اور خون میں شکر کی مقدار نارمل سے کم ہونے سے نزدیک کی نظر عارضی طور پر کمزور ہو جاتی ہے۔ لیکن مناسب علاج کے ذریعے شکر کی مقدار خون میں نارمل ہونے سے یعنی ذیابیطس کے کنٹرول ہونے کی صورت میں یہ تکلیف خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے لہذا خوراک یا ادویات کے ذریعہ ڈاکٹر کے مشورہ سے شوگر کو کنٹرول میں رکھنا چاہیئے

سفید موتیا

ذیابیطس کے مریضوں کو عام طور پر سفید موتیا جلدی اتر آتا ہے۔ خون میں شکر کی مقدار زیادہ ہونے سے آنکھ کے موتی میں پانی بھر آتا ہے۔ جس سے سفید موتیا پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن شوگر کے مناسب علاج سے کنٹرول میں رہنے سے اس مرض میں کافی تاخیر پیدا ہو جاتی ہے۔

کالا موتیا

ذیابیطس کے مرض کیوجہ سے بعض دفعہ آنکھ کے مختلف حصوں کو خون سپلائی کرنیوالی نالیاں سکڑ جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں نہایت باریک نئی خون کی نالیاں پتلی کو کنٹرول کرنے والے حصہ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے کالا موتیا ہو جاتا ہے اور کالا موتیا بصارت کو نقصان دینے کے ساتھ ساتھ آنکھ میں شدید درد بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جب آنکھ میں شوگر کی وجہ سے کالا موتیا پیدا ہو جائے تو پھر لیزر شعاعوں کے ذریعہ یا پھر اپریشن کے ذریعہ کالا موتیا کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

حساس پردے پر اثرات

شوگر یعنی ذیابیطس کا مرض سب سے زیادہ آنکھ کے حساس پردہ یعنی RETINA پر اثر انداز ہو کر بصارت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ حساس پردے پر منفی اثرات کا عمل شروع ہونے سے مختلف پیچیدگیاں پیدا کرنے تک تقریباً ۱۰ سال سے ۱۵ سال تک کا عرصہ درکار ہوتا ہے آہستہ آہستہ مختلف تبدیلیوں کے ذریعہ آنکھ کا پردہ بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے اور مریض اپنی بصارت کھو بیٹھتا ہے۔ لیکن آج کل کے جدید دور میں لیزر شعاعوں کے ذریعہ آنکھ میں پیدا کردہ ان پیچیدگیوں سے کافی حد تک بچاؤ ممکن ہے اور یہ علاج پاکستان کے بڑے بڑے امراضِ چشم کے ہسپتالوں میں ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ذیابیطس کے مریض کو ہر چھ ماہ کے بعد آئی سپیشلسٹ (EYE SPECIALIST) ڈاکٹر سے آنکھوں کا معائنہ کرواتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ پیچیدگی پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس کا بروقت علاج کروایا جا سکے اور مریض کو اندھا ہونے سے بچایا جا سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

خواتین کا مقام

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ۔ یہ کتنا لطیف فقرہ ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی کتنی اہمیت بیان فرمائی ہے ۔ عام طور پر لوگ اسکے یہ معنے کرتے ہیں کہ ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جنت ملتی ہے ۔ یہ بھی درست ہے ۔ لیکن اسکے اصل معنی یہ ہیں کہ درحقیقت قوم میں جنت تبھی آتی ہے جب مائیں اچھی ہوں اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والی ہوں اگر مائیں اچھی نہ ہوں اور اولاد کی صحیح تربیت نہ کریں تو اولاد بھی کبھی اچھی نہیں ہو گی ۔ اور جس قوم کی اولاد اچھی نہیں ہو گی اس قوم میں جنت بھی نہیں آئے گی ۔ پس درحقیقت قوم میں جنت ماؤں کے ذریعے سے ہی آتی ہے ۔ قوم کی مائیں جس رنگ میں بچوں کی تربیت کریں گی ۔ اسی رنگ میں اس قوم کے کاموں کے نتائج بھی اچھے یا برے پیدا ہونگے ۔

اگر مائیں بچوں کی صحیح تربیت کریں گی تو اس قوم کے کاموں کے نتائج اچھے پیدا ہوں گے اور وہ قوم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گی ۔ اگر مائیں بچوں کی صحیح تربیت نہیں کریں گی تو اس قوم کے کاموں کے نتائج بھی اچھے پیدا نہیں ہونگے اور وہ قوم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گی یہی وجہ ہے کہ دینِ حق نے عورتوں کی تعلیم پر خاص زور دیا ہے ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ اگر کسی شخص کے ہاں تین لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کو اچھی تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو وہ شخص جنت کا مستحق ہو جائے گا ۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کسی کے ہاں تین لڑکیاں نہ ہوں بلکہ دو ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے ہاں دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو اچھی تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو وہ بھی جنت کا مستحق ہو جائے گا ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے ہاں ایک ہی لڑکی ہو اور وہ اسکو اچھی تعلیم دلائے اور اُسکی اچھی تربیت کرے تو وہ جنت کا مستحق ہو جائے گا ۔ اب دیکھو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تعلیم دلانے کی کتنی اہمیت بیان فرمائی ہے ۔ حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا ۔

مجھے خدا تعالےٰ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر ۵۰ فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو دینِ حق کو ترقی حاصل ہو جائے گی ۔ گویا خدا تعالےٰ نے دینِ حق کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے ۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کرو ہمارے مربی خواہ کچھ بھی کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک دنیا پر یہ ظاہر نہ کر دیا جائے کہ دینِ حق نے عورت کو وہ درجہ دیا ہے اور عورتوں کو ایسے اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس میں دینِ حق کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ اسوقت تک ہم غیروں کو دینِ حق کی طرف لانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

(حضرت فضل عمر نے احمدی خواتین کی تنظیم کے متعلق مرکزی لجنہ اماءاللہ کو ضروری ہدایات دیتے ہوئے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء کو یہ بات بیان فرمائی تھی)

تاریخ کا آئینہ

جامعہ نصرت ربوہ کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے حضرت فضلِ عمر نے فرمایا :-

زمانہ کے حالات بدلتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ انسان بھی بدلتا چلا جاتا ہے ۔ یہ ایک عام قانون ہے ۔ جو دنیا میں جاری ہے ۔ دریا چلتے ہیں اور پہاڑوں اور میدانوں کے نشیب و فراز کی وجہ سے ان کے بعض حصوں پر دباؤ پڑتا ہے اور اس کے نتیجے میں کچھ دور جاکر دریا کا رخ بدل جاتا ہے ۔ بعض دفعہ دس ۔ دس ۔ پندرہ پندرہ ۔ بیس ۔ بیس ۔ تیس تیس میل تک دریا بدلتے چلے جاتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان بدلتے ہیں اور ان کے ساتھ زمانہ بدل جاتا ہے ۔ یہ دونوں قسم کے نظارے ہمیں دنیا میں نظر آتے ہیں ۔ کبھی زمانہ بدلنے سے انسان بدلتے ہیں اور کبھی انسانوں کے بدلنے سے زمانہ بدلتا ہے ۔ انسان کمزور ہوتا ہے تو زمانے کے بدل جانے سے وہ بدل جاتا ہے اور جب طاقت ور ہوتا ہے تو اسکے بدلنے سے زمانہ بدل جاتا ہے کمزور قومیں اپنی حاصل شدہ عظمت اور طاقت کو زمانے کے حالات کے مطابق بدلتی چلی جاتی ہیں وہ اپنے ہمسایوں سے بدرسوم کو لیتی ہیں اپنے ہمسایوں سے بداخلاق کو لیتی ہیں اپنے ہمسایوں سے سستی اور جہالت کو لیتی ہیں اپنے ہمسایوں سے جھوٹ اور فریب کو لیتی ہیں ۔ اپنے ہمسایوں سے ظلم اور تعدی کو لیتی ہیں اور وہی قوم جو کسی وقت آسمان پر چاند ستاروں کی طرح چمک رہی ہوتی ہے ۔ نہایت ذلیل اور حقیر ہو کر رہ جاتی ہے تم اپنے اسلاف ہی کو دیکھو اگر تمہیں اپنے بناؤ سنگار سے فرصت ہو کہ تمہارے اسلاف کیا تھے اور اب تم کیا ہو ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کالج کی طالبات نے جب مضمون کا انتخاب کیا تو ان میں اکثر نے تاریخ سے بچنے کی کوشش کی یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے ہم کسی بچے کو کہیں کہ آؤ ہم تمہیں تمہارے ماں باپ کا نام بتائیں اور وہ بھاگے ۔ تاریخ کیا ہے ۔ تاریخ تمہیں بتاتی ہے کہ تمہارا باپ کون تھا ۔ تمہارا دادا کون تھا ۔ تمہاری ماں کون تھی تمہاری نانی کون تھی ۔ تاریخ تمہیں بتاتی ہے کہ تمہارے آباء و اجداد کیا تھے اور اب تم کیا ہو ۔ تاریخ سے کسی شخص کا بھاگنا یا اس مضمون کو بوجھل سمجھنا ۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے اباء و اجداد کی بات سننے کیلئے تیار نہ ہو حالانکہ اگر دنیوی لحاظ سے کوئی مضمون ایسا ہے جس کے حصول کیلئے ہمیں لڑنا پڑے تو وہ تاریخ ہی ہے ۔ تاریخ سے بھاگنے کے معنے ہوتے ہیں طبیعت میں مردہ دلی ۔ جیسے کسی کمزور آدمی کو زخم لگ جاتا ہے ۔

بقیہ: شذرات

چاہتے تھے ۔ نہ کہ باہر سے ۔ ان کی صوفیانہ طبیعت اس بات کو برداشت نہیں کرتی تھی کہ ڈسپلن لڑکوں کے سروں کے اوپر سے ان پر حاوی کیا جائے ۔ فرق تو بہت زیادہ ہے آپ بھی اس پر غور کریں کہ ڈسپلن کس طرح کا ہونا چاہیئے ۔

بقیہ: یادرفتگان

چندہ تو بقایا نہیں ہے ۔ خاص کر وصیت کے چندہ کا بہت ہی خیال رکھتیں ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش اور تڑپ بھی پوری کر دی ۔ آپ کی میت کو ۱۸/۱۲/۸۹ کو ربوہ لے جایا گیا ۱۹/۱۲/۸۹ کو بعد از نماز فجر بیت المبارک میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور ۱۰ بجے صبح آپ کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا ۔ سمبڑیال سے آپ کی میت کے ساتھ احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب ربوہ گئے ۔ والدہ صاحبہ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ۔ تین پوتے ۔ دو پوتیاں اور چار نواسیاں اور دو نواسے یادگار چھوڑے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ والدہ صاحبہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند کرے ۔

بقیہ: ارشادات امام الثالث

مَیں حضرت (اَمّاں جان) کی تربیت میں رہا ہوں اور بچپن کے زمانہ سے ہی مَیں نے خاص طور پر یہ نوٹ کیا ہے کہ بیماری کے دنوں میں بھی جب آپ کو پیاس لگتی تو تین چار خادمائیں موجود ہونے کے باوجود اُٹھ کر خود جاتیں اور پانی کا گلاس بھرتیں اور پی لیتیں ، بعض دفعہ یہ دیکھ کر ہمیں تکلیف بھی ہوتی کہ آپ کمزور ہیں بیمار ہیں کیوں ایسا کرتی ہیں لیکن وہ کہتی تھیں کہ طاقت رکھتے ہوئے کیوں مَیں کسی دوسرے سے کام کرواؤں ، بچپن کا یہ سبق میری طبیعت میں غیر شعوری طور پر راسخ رہا ، ایک دفعہ ایک (غیر از جماعت) نے مجھے اس طرف توجہ دلائی ، مَیں لاہور کالج کے دفتر میں ہوتا ، پیاس لگتی ، وہاں گھڑا موجود ہوتا مَیں اس میں سے گلاس میں پانی ڈالتا اور پی لیتا ، انہی دنوں کراچی سے ایک افسر لاہور آیا ۔ (وہ کسی زمانہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا سیکرٹری بھی رہ چکا تھا اور اسی حیثیت سے وہ مجھے کراچی میں مل چکا تھا) اور میرے ملنے کے لئے بھی آگیا ۔ اور ملتے ہی کہنے لگا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ مَیں آپ کو چوہدری صاحب کی وجہ سے ملنے کے لئے آیا ہوں ، مَیں اس لئے آیا ہوں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کو پیاس لگتی ہے تو آپ چپڑاسی یا مددگار کارکن کو نہیں کہتے کہ پانی لا دو بلکہ خود ہی اُٹھ کر پانی پی لیتے ہیں ۔"

(خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث)
۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء)

بقیہ: ذہن کے دریچوں سے خودنمائی

کہ اولڈ کیمپس اولڈ ہو چکا تھا ۔ نیو کیمپس کی شاندار عمارات اور خوبصورت میدان ! اور جدید تجربہ گاہیں وجود میں آچکی تھیں ۔ میاں صاحب نے دل کھول کر منتظمین کو داد دی ۔
کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زوج کے انتخاب کا طریق

حضرت فضل عمر

"مسئلہ زوج ایک اہم مسئلہ ہے اور اس کے متعلق صحیح انتخاب کرنا بہت مشکل امر ہے۔ انسان کا علم بہت ہی محدود ہے بلکہ ناقص ہے۔ بسا اوقات ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ برسوں رہتا ہے اور پھر بھی اس کا تجربہ اس کے اخلاق و اطوار کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا، ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے ایک راہ بتلائی ہے۔ اور وہ دعا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر ایک نفس کے متعلق کامل علم رکھتی ہے اور کوئی شئے بھی آسمان اور زمین میں اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے اور وہ ذات پاک بہتر سمجھتی ہے کہ کون کون سی زوجین آپس میں مناسب اور بہتر ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ غلط انتخاب کے بعد بھی اپنی رحمت سے ایسے حالات پیدا کر دے جو مقصود حقیقی تک پہنچنے کیلئے ممد و مددگار ہوں اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم شادی سے پہلے استخارہ کر لیا کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور دردِ دل سے دعا کریں کہ وہ اپنے علم و رحمت و قدرت سے ایسی راہ کی طرف رہبری کرے جو سعادت دارین کا موجب ہو اور اپنے ہر پہلو سے برکات رکھتی ہو۔"

خطبات النکاح ص ۹۵

شعبہ رشتہ ناطہ۔ ربوہ

اولاد کی تربیت

• اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے، اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے۔

• آپ الفضل ایسے دینی اخبار کے خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کر سکتے ہیں۔

(مینجر)

"سعید لوگوں کو تلاش کرتے پھریں جس طرح کہ کوئی کھوئی ہوئی شئے کو تلاش کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد نہم ص ۴۲۸)

معیاری بیکری کا نام

رحمٰن بیکرز

احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے

نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے

رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون نمبر ۳۳۰

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے مسئلہ کشمیر پر سیاسی لیڈروں کا اجلاس طلب کر لیا ہے یہ اجلاس ۴، فروری کو وزیر اعظم ہاؤس میں ہو گا۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں نمائندگی کی حامل تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو دعوت دی گئی ہے۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔

○ بھارتی حکومت نے الزام لگایا ہے کہ کھیم کرن سیکٹر میں اور کشمیر میں پاکستانی سرحد پار کر کے داخل ہو گئے جس پر بھارتی فوج نے فائرنگ کی اور کئی پاکستانی مداخلت کاروں کو ہلاک کر دیا۔

○ برطانوی دفتر خارجہ نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادیں اب پرانی ہو چکی ہیں اب کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔

○ پیپلز پارٹی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ ۲۳۷ کے ایوان میں ان کو ۱۲۷ ارکین کی حمایت حاصل ہے۔

○ حیدر آباد میں پانچ میتیں دفنا کر واپس آنے والوں پر فائرنگ کی گئی۔ دوسرے روز شرپسندوں کی فائرنگ سے ۲، افراد ہلاک اور ۲۲، زخمی ہو گئے۔ مشتعل ہجوم نے متعدد دکانیں نذرِ آتش کر دیں۔ عوامی ایکسپریس پر شرپسندوں نے فائرنگ کی۔

○ ۵ فروری کو کشمیریوں کی حمایت میں پہیہ جام ہڑتال ہو گی۔ پیپلز پارٹی بھی اس میں حصہ لے گی۔

○ ترکی کی حکومت نے کشمیر کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے جبکہ یاسر عرفات نے کشمیر کے سوال پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

○ بے نظیر بھٹو کی بیٹی کا نام بختاور رکھ دیا گیا۔

○ عابدہ حسین نے ایم کیو ایم میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے صدر صدام حسین نے قاہرہ میں مصر کے صدر حسنی مبارک کے ساتھ ملاقات کی اور ان سے مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال پر تبادلۂ خیال کرنے کے علاوہ ایران کے ساتھ تنازعات طے کرنے کیلئے اپنے امن منصوبے سے بھی مصری لیڈر کو آگاہ کیا۔

○ مقبوضہ عرب علاقوں میں اسرائیلی مظالم کیخلاف مظاہرے جاری ہیں۔ کئی مقامات پر اسرائیلی فوج نے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس استعمال کی اور ربڑ کی گولیاں چلائیں۔ جس سے متعدد افراد زخمی ہو گئے نابلوس میں فلسطینی خواتین نے ریڈ کراس کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا۔

○ امریکہ کے خلائی تحقیق کے ادارے کے ماہرین نے خلا سے واپس آنے والے سائنسی مصنوعی سیارے کا معائنہ شروع کر دیا ہے۔ یہ مصنوعی سیارہ ساڑھے پانچ سال تک خلا میں رہنے کے بعد اپنے مدار سے بھٹک گیا تھا۔ جسکے بعد خلائی شٹل کولمبیا کے ذریعے جنوری کی بارہ تاریخ کو اسے زمین پر واپس لایا گیا۔

○ سعودی عرب میں لوگوں کو منشیات کے خطرات سے آگاہ کرنے کیلئے ایک منفرد مہم شروع کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اونٹوں، ٹرکوں اور گھوڑا گاڑیوں وغیرہ پر مشتمل ایک چھ سو میٹر طویل کارواں تیار کیا گیا ہے۔ جس نے سعودی دارالحکومت ریاض سے اپنا سفر شروع کیا۔ اس موقع پر شہر کے گلی کوچوں میں جشن کا سماں تھا۔ منشیات کے استعمال کے خلاف پمفلٹس ہیلی کاپٹرز کے ذریعے گرائے جائیں گے۔ کارواں اپنے پانچ روزہ سفر میں سعودی عرب کے گیارہ مختلف شہروں میں جائے گا اور لوگوں کو منشیات کے استعمال کے خطرات سے آگاہ کرے گا۔ بعد میں کارواں ہمسایہ عرب ملکوں کو روانہ ہو جائے گا۔ مغربی ملکوں کے مقابلے میں سعودی عرب میں منشیات کا مسئلہ بہت معمولی ہے۔ مگر اسکے باوجود حکومت ملک میں منشیات کی غیر قانونی سمگلنگ پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ سعودی عرب میں منشیات کی سمگلنگ پر موت کی سزا مقرر ہے۔